بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم - اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ

الحکم

قادیان دار الامان

چہ گویم با تو گر آئی بہ دارالامان بینی
شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ ۵ روپیہ

نمبر ۱ | ۱۰ جنوری ۱۹۰۲ء مطابق ۹ رمضان ۱۳۱۹ھ المقدس یوم جمعہ | جلد ۶

چند ابتدائی اور ضروری باتیں

ناظرین الحکم کو سال نو مبارک ہو

ایک ضروری اور اشد ضروری مضمون کی وجہ سے الحکم کا یہ اشو کامل طور پر اس ترتیب کو لئے ہوئے شایع نہیں کیا جاتا جو اس سال کے لئے خاکسار ایڈیٹر نے زیر نظر رکھی ہے اور جسکا بہت بڑا نمونہ اگلی اشاعت میں ملاحظہ کریں گے - (انشاءاللہ العزیز)

مختصر نوٹ اور نکات

تقوےٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کیطرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے۔

تقوےٰ ہر مشکل میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک فتنہ سے مصئون رہنے کے لئے حصن حصین ۔

خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں - خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے مگر ان قدرتوں اور طاقتوں کے عجائبات ... [illegible] ... کمالات ہیں جو اس کے ہی

اسلام نے وہ خدا پیش کیا ہے - جو الحمد للہ میں بیان ہوا ہے اسلام نے وہ خدا پیش کیا ہے جسکو زمین و آسمان پیش کرتے ہیں - اسلام اس خدا کیطرف رہبری کرتا ہے جس کی کوئی ابتدا اور انتہا نہیں اسلام اس خدا کا پتہ دیتا ہے جو کسی عورت کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا - اور جس پر موت نے فتح نہیں پائی - اسلام نے وہ خدا بتایا ہے جسکا کوئی بیٹا نہیں جسکے مرنے سے اسے رنج پہونچے غرض تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقایص سے منزہ جو حی و قیوم ہستی ہے وہ قادر مطلق خدا اسلام کا ہے -

---

رتو

انسانیت کی روح کے نفخ کے لئے اخلاق فاضلہ کی تعلیم دیتا ہے اور یہہ اصلاح کا دوسرا درجہ ...ہے پھر ایک دوسرے کی باہمی محبت اور ...ت کے درجہ سے بھی بالاتر اور بالاتر جا کر ...بت اور فنا فی اللہ کے باریک دقایق سمجھا کر والذین امنوا اشد حبا للہ کی تعلیم دیتا ہے اور مہذب انسان کو باخدا انسان بنا دیتا ہے اسوقت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی کی بعثت کی اصل غرض یہی ہے۔

مبارک وہی ہوتا ہے جو مرنے سے پہلے مرجاتا ہے کیونکہ اس موت مین وہ ایک زندگی پاتا ہے۔ اور اس کا نفس قبول حق مین تنگی یا بُرائی کو پیش نہیں کرسکتا۔ مگر تھوڑے ہوتے ہین جو اس زندگی بخش موت کو حاصل کرتے ہین

اسوقت دنیا اور اہل دنیا کی حالت تو صاف بتاتی ہے کہ کسی **مرد خدا** کے آنے کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت حقہ کے موافق

دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملون سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا

اطلاع

...ہ اخبار ک...

الحمد لله

دنیا بھر کی مذہبی کتابون۔ شعراکے دواوین اور جادو نگار مصنفون کے آتش بیان ملیح اللسان لیکچر ارون کے لیکچرز کی ابتدا پڑھو۔ اور **قرآن کریم** کی ابتدا **اپنی** فطرۃ انسانی پر ایک غایر اور دقیق نظر کرتے ہوئے دیکھو تو تمہین اس ابتدا مین وہ اسرار اور غوامض نظر آئین گے جو اور کہین نہ ملین گے۔

صوفی ازم کی جان۔ رضا۔ تسلیم توکل اور ایثار انہی دو لفظون مین ہے

انسانی خلق کے دقیق رازا ور علت غائی پر الحمد للہ ہی کے جملے مین اطلاع دی گئی ہے

الوہیت اور **عبودیت** مین جو رشتہ ہے اور الوہیت جو کچھہ عبودیت سے تقاضا کرتی ہے اور عبودیت کا جو **حقیقی معراج** ہے وہ الحمد للہ ہی کی تہ مین مرکوز ہے

حقیقی راحتوں کی کلید اور تمام سُکھون کی منتہا جو اثر انسانی بناوٹ پر کرتی ہے اس کے اظہار کے لئے بہترین الفاظ الحمد للہ کے سوا ہرگز نہ ملین گے۔

دلچسپ مفید اور معلومات

سینٹ پٹرز برگ مین کیا در نامی ایک عورت کا ابھی انتقال ہوا ہے اس کے پاس ۱۸ ہزار کتب کا کتب خانہ تھا جو سب عورتون کی ہی تصنیف کردہ تھین۔ اسے مرد مصنف کی کتاب اپنے کتب خانہ مین رکھتے ہوئے شرم آتی تھی۔

(ایڈیٹر) جدت طرازی کی ایک دھن ہے ورنہ علم آشنا کیا اور ایسی تفریق کیا؟

چین کا مشہور مدبر لی ہنگ چنگ جب مرنے لگا۔ تو اسے بہت عمدہ پوشاک پہنائی گئی پھر اس کے دوستون نے ایک کاغذ کی کرسی جسکو آٹھہ کاغذ کے آدمی اٹھائے ہوئے تھے اور آٹھہ سیاہ کاغذ کے گھوڑے صحن مین لاکر کھڑے کردئے اور جب اس کی روح جسم سے پرواز کر گئی۔ تو فوراً ان کاغذی چیزونکو آگ لگادی کہ اس طرح اسکی روح آسمان پر پہونچ جاوے گی۔

(ایڈیٹر) باطل پرستی کی بہی کوئی حد ہے؟

جرمنی مین برقی ریلوے کی رفتار ۱۰۰ امیل فی گھنٹہ ثابت ہوئی ہے۔

تعمیر مکانات کے متعلق ایک جدید ایجاد ہو رہی ہے کہ مکانات کے بھی سانچے ہوا کرین جن مین تعمیر کا ایک جدید مصالحہ ڈالکر ...جدید مصالحہ کنکریٹ ...اس مصالحہ کے ...ن کی مضبوطی ...ہزار سال تک ...لحہ کے اجزا ...۔ اور روغن ...لگئی جاتے ہین ...کچھہ بھی دکھا ...۔ اور سادگی ...ہے؟

کلماتِ طیبات

حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلیے دیکھو نمبر ۴۸ جلد ۵

حضرت اقدس۔ میں نے آپ کے سوال کو سمجھ لیا ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی معرفت ہمیں بتایا ہے اور واقعات صحیحہ نے جسکی شہادت دی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سزا و جزا کا قانون خدا تعالیٰ نے ایسا مقرر کیا ہے کہ اسکا سلسلہ اسی دنیا سے شروع ہو جاتا ہے + اور جو شوخیاں اور شرارتیں انسان کرتا ہے وہ بجائے خود انہیں محسوس کرتا ہے یا نہیں کرتا انکی سزا اور پاداش یہاں ملتی ہے انکی غرض تنبیہ ہوتی ہے تاکہ توبہ اور رجوع سے شوخ انسان اپنی حالت میں نمایاں تبدیلی پیدا کرے + اور خدا تعالیٰ کے ساتھ عبودیت کا جو رشتہ ہے اسکو قائم کرنے میں جو غفلت اس نے کی ہے اسپر اطلاع پاکر اسے مستحکم کرنا چاہے اسوقت یا تو انسان اس تنبیہ سے فائدہ اٹھا کر اپنی کمزوری کا علاج اللہ تعالیٰ کی مدد سے چاہتا ہے اور یا اپنی شقاوت سے اسمیں دلیر ہو جاتا ہے اور اپنی سرکشی اور شرارت میں ترقی کرکے جہنم کا وارث ٹھیر جاتا ہے۔ پس دنیا میں جو سزائیں بطور تنبیہ دی جاتی ہیں انکی مثال مکتب کی سی ہے جیسے مکتب میں کچھ خفیف سی سزائیں بچوں کو انکی غفلت اور سستی پر دی جاتی ہے اس سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ علوم سے انہیں ناآشنا و محروم رکھنا چاہتا ہے بلکہ انکی غرض یہ ہوتی ہے کہ انہیں اپنی غرض پر اطلاع دیکر آئندہ کے لیے زیادہ محتاط اور ہوشیار بنا دے۔ اسیطرح پر اللہ تعالیٰ جو شرارتوں اور شوخیوں پر کچھ سزا دیتا ہے تو اسکا اقتضا یہی ہوتا ہے کہ نادان انسان جو اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اپنی شرارت اور اس کے نتائج پر مطلع ہو کر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت سے ڈر جاوے اور اسکی طرف رجوع کرے میں نے اپنی جماعت کے سامنے بارہا اس امر کو بیان کیا ہے اور اب آپکو بھی بتاتا ہوں کہ جب انسان ایک کام کرتا ہے خدا تعالیٰ کیطرف سے بھی ایک فعل اسپر نتیجہ کے طور پر مترتب ہوتا ہے مثلاً جب ہم کافی مقدار زہر کی کھالیں گے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم ہلاک ہو جائیں گے اسمیں زہر کھانا یہ ہمارا اپنا فعل تھا اور خدا کا فعل اسپر یہ ظاہر ہوا کہ اس نے ہلاک کر دیا یا مثلاً یہ کہ اگر ہم اپنے گھر کی کوٹھڑی کی کھڑکیاں بند کرلیں تو یہ ہمارا فعل ہے اور اسپر اللہ تعالیٰ کا یہ فعل ہوگا کہ کوٹھڑی میں اندھیرا ہو جاوے گا۔ اسی طرح پر تمام افعال اور اسپر بطور نتائج اللہ تعالیٰ کے افعال کے صدور کا قانون دنیا میں جاری ہے۔ اور یہ انتظام جیسا کہ ظاہر ہے متعلق ہے اور جسمانی نظام میں اس کی نظیریں ہم ہر روز دیکھتے ہیں اسی طرح پر یہ ... کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے۔ اور یہی ایک اصول ہے جو قانون سزا کے سمجھنے کے واسطے ضروری ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ ہمارا ہر ایک فعل نیک ہو یا بد اپنے فعل کے ساتھ ایک اثر رکھتا ہے جو ہمارے فعل کے بعد ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اب عذاب اور راحت کو جو گناہوں کی پاداش یا نیکیوں کی جزا میں دی جاتی ہے ہم بہت جلد سمجھ سکتے ہیں اور میں پوری بصیرت اور دعوےٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس فلاسفی کے بیان کرنے سے دوسرے تمام مذہب بالکل عاری ہیں اب یہ کہ ہر شخص جو خدا کو مانتا ہے اقرار کرتا ہے کہ انسان خدا ہی کے لیے پیدا کیا گیا ہے اس لیے اسکی ساری خوشیوں کی انتہا اور ساری راحتوں کی غایت اسی میں ہو سکتی ہے کہ وہ سارے کا سارا خدا ہی کا ہو جاوے اور جو تعلق الوہیت اور عبودیت میں ہونا چاہیے یا یوں کہو ہے جب تک انسان اسکو مستحکم نہیں کرتا اور اسے حیز فعل میں نہیں لاتا وہ سچی خوشحالی کو پا نہیں سکتا۔ انبیاء علیہم السلام کے آنے کی یہی غرض ہوتی ہے اور وہ یہی اہم مقصد کو لیکر آتے ہیں کہ وہ انسان کو یہ گمشدہ متاع واپس دینا چاہتے ہیں جو عبودیت اور الوہیت کے درمیانی رشتہ کی ہوتی ہے + مگر جب انسان خدا سے دور ہٹ جاتا ہے تو وہ اپنے آپکو اس محبت کی زنجیر سے الگ کر لیتا ہے جو خدا اور بندہ کے درمیان ہونی چاہیے اور یہ فعل انسان کا ہوتا ہے اور اسپر خدا کا یہ فعل ہوتا ہے کہ وہ بھی اس سے دور ہٹتا ہے اور اسی بُعد کے لحاظ سے انسانی قلب پر تاریکی کا ظہور ہوتا ہے۔ اور جسطرح آفتاب کیطرف سے دروازہ بند کرنے پر ظلمت اور تاریکی سے کمرہ بھر جاتا ہے اسیطرح پر خدا سے منہ پھیرنے سے اندرونہ انسانی ظلمت سے بھرنے لگتا ہے اور جوں جوں وہ دور ہوتا جاتا ہے ظلمت بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے اور یہی ظلمت ہے جو جہنم کہلاتی ہے کیونکہ اسی سے ایک عذاب پیدا ہوتا ہے + اب اس عذاب سے اگر بچنے کے لیے وہ یہ سعی کرتا ہے کہ ان اسباب کو جو خدا تعالیٰ سے بُعد اور دوری کا موجب ہوئے ہیں چھوڑ دیتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ رجوع کرتا ہے اور جیسے کھڑکیوں کے کھول دینے سے گئی ہوئی روشنی واپس آکر تاریکی کو دور کر دیتی ہے اسی طرح پر سعادت کا نور جو جاتا رہا تھا وہ اسی انسان کو جو رجوع کرتا ہے پھر دیا جاتا ہے اور وہ اس سے

پورا مستفید ہونے لگتا ہے۔

اور **توبہ** کی یہی حقیقت ہے جس کی نظیر ہم قانون قدرت میں صاف مشاہدہ کرتے ہیں۔

ایکبات یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ نبیوں کے زمانہ میں جو قوموں پر عذاب آتے ہیں جیسے لوط کی قوم پر یا یہودیوں کو بخت نصر یا طیطس رومی کے ذریعہ تباہ کیا گیا تو ان عذابوں کا موجب محض اختلاف نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے عذابوں اور دکھوں کا موجب وہ شرارتیں اور شوخیاں اور تکلیفیں ہوتی ہیں جو وہ نبیوں سے کرتے اور انھیں پہونچاتے ہیں آخر انکی شرارتیں اُن پر ہی لوٹ کر پڑتی ہیں اور انھیں تباہ اور ہلاک کر دیتی ہیں جسطرح پر سیاست اور ملک داری کے اصولوں کی تہ میں یہ بات رکھی ہوئی ہے کہ امن عامہ میں خلل انداز ہونے والوں کو وہ چور ہوں یا ڈاکو۔ باغی ہوں یا کسی اور جرم کے مجرم محض اس لیے سزا دی جاتی ہے تا آیندہ کے لیے امن ہو اور دوسروں کو اس سے عبرت اسی طرح پر خدا تعالے نے یہ قانون رکھا ہوا ہے کہ وہ شریروں اور سرکشوں کو جو اس کے حدود اور اوامر کی پروا نہیں کرتے سزا دیتا ہے۔ تاکہ حد سے نہ بڑھ جائیں جنھوں نے جیسے بڑھنا چاہا خدا نے وہیں انھیں تنبیہ کی۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ سزا اور تنبیہ اس شخص کے لیے بھی جسے دی جاتی ہے اور دوسروں کیواسطے بھی جو عبرت کی نگاہ سے اُسے دیکھتے ہیں بطور رحمت ہے۔ کیونکہ اگر سزا نہ دی جاتی تو امن اٹھہ جاتا اور انجام کار نتیجہ بہت ہی برا ہوتا۔ قانون قدرت پر نظر کرو۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فطرت انسانی میں یہ بات رکھی ہوئی ہے اور اس فطرتی نقش ہی کی بنا پر قرآن نے یہ فرمایا ہے

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ

یعنی تمھارے تمدن کے قیام کیلیے قصاص کا ہونا ضروری ہے۔ اگر افعال کے کچھہ نتایج ہی نہیں ہوتے تو وہ افعال کیا ہوتے؟ اور ان سے کیا غرض مقصود ہوتی؟ غرض ضروری اور واقعی طور پر یہ سزائیں نہیں ہیں جو یہاں دیجاتی ہیں بلکہ یہ ایک ظل ہیں اصل سزاؤں کا اور انکی غرض ہے عبرت۔

دوسرے **عالم** کے مقاصد اور ہیں اور وہ بالاتر اور بالاتر ہیں۔ وہاں تو مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ کا انعکاسی نمونہ لوگ دیکھہ لیں گے۔ اور انسان کو اپنے مخفی در مخفی گناہوں اور عزیمتوں کی سزا بھگتنی پڑے گی دنیا اور آخرت کی سزاؤں میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ دنیا کی سزائیں امن قایم کرنے اور عبرت کے لیے ہیں اور آخرۃ کی سزائیں افعال انسانی کے آخری اور انتہائی نتایج ہیں وہاں اسے سزا ضرور ملنی ٹھیری کیونکہ اس نے زہر کھائی ہوئی ہے اور یہ ممکن نہیں کہ بدون تریاق وہ اس زہر کے اثر سے محفوظ رہ سکے۔

عاقبت کی سزا اپنے اندر ایک فلسفیانہ حقیقت رکھتی ہے جسکو کوئی مذہب بجز **اسلام** کے کامل طور پر بیان نہیں کر سکا۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا۔ یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا ہو وہ اُس دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اندھوں سے بھی بدتر اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالے کو دیکھنے کی آنکھیں اور اس کے دریافت کرنے کے حواس اسی جہان سے انسان اپنے ساتھہ لیجاتا ہے جو یہاں اُن حواس کو نہیں پاتا وہاں وہ اُن حواس سے بہرہ ور نہیں ہوگا۔ یہ ایک دقیق راز ہے جسکو عام لوگ سمجھہ بھی نہیں سکتے اگر اس کے یہ معنی نہیں تو یہ تو پھر بالکل غلط ہے کہ اندھے اس جہان میں بھی اندھے ہوں گے۔

اصل بات یہی ہے کہ خدا تعالے کو بغیر کسی غلطی کے پہچاننا اور اسی دنیا میں صحیح طور پر اُسکی صفات و اسمائکی معرفت حاصل کرنا آیندہ کی تمام راحتوں اور روشنیوں کی کلید ہے اور یہ آیت اس امر کیطرف صاف اشارہ کر رہی ہے کہ اسی دنیا سے ہم عذاب اپنے ساتھہ لے جاتے ہیں۔ اور اس دنیا کی کورانہ زیست اور ناپاک افعال ہی اُس دوسرے عالم میں عذاب جہنم کی صورت میں نمودار ہو جائیں گے اور وہ کوئی نئی بات نہ ہوں گے۔

جیسے ایک شخص گھر کے دروازے بند کر لینے سے روشنی سے محروم ہو جاتا ہے اور تازہ اور زندگی بخش ہوا اُسے نہیں مل سکتی۔ یا کسی زہر کھا لینے سے اُسکی زندگی باقی نہیں رہ سکتی۔ اسیطرح پر جب ایک آدمی خدا کیطرف سے ہٹتا ہے اور گناہ کرتا ہے تو وہ ایک ظلمت کے نیچے آکر عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ گناہ اصل میں جناح تھا جس کے معنے میل کرنے اور اصل مرکز سے ہٹ جانے کے ہیں پس جب انسان خدا سے اعراض کرتا ہے اور اُس کے نور کے مقابل سے ہٹ جاتا ہے اور اس روشنی سے دور ہو جاتا ہے جو صرف خدا کیطرف سے اُترتی اور دلوں پر نازل ہوتی ہے تو وہ ایک تاریکی میں مبتلا ہوتا ہے۔ جو اُس کے لیے عذاب کا موجب ہو جاتی ہے پھر جس قسم کا یہ اعراض ہو اسی قسم کا عذاب سے دکھہ دیتا ہے لیکن اگر انسان پھر اس مرکز کیطرف آنا چاہے اور اپنے آپکو اُس مقام پر پہونچاوے جو الہی روشنی کے پڑنے کا مقام ہے تو وہ پھر اس گم شدہ نور کو پا لیتا ہے۔ کیونکہ جیسے دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے کمرہ میں روشنی کو ایسے وقت پا سکتے ہیں جب اُسکی کھڑکیاں کھول دیں ویسے ہی روحانی نظام میں مرکز اصلی کیطرف

سنہ ۱۹۰۲ء کے الحکم میں اچھوتے مضامین شایع ہونگے۔

بازگشت کرنا ہی راحت کا موجب ہوسکتا ہے اور اس دُکھ درد سے نجات دیتا ہے جو اس مرکز کو چھوڑنے سے ہوا تھا اسی کا نام توبہ ہے۔ اور یہی ظلمت جو اسطرح پیدا ہوتی ہے ضلالت اور جہنم کہلاتی ہے اور مرکز اصلی کیطرف رجوع کرنا جو راحت پیدا کرتا ہے جنت سے تعبیر ہوتا ہے اور گناہ سے ہٹکر پھر نیکی کیطرف جس سے اللہ تعالےٰ خوش ہوجاوے بدی کا کفارہ ہوکر اُسے دور کرتا ہے اور اس کے نتائج کو بھی سلب کردیتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ یعنی نیکیاں بدیوں کو زائل کردیتی ہیں چونکہ بدی میں ہلاکت کی زہر ہے اور نیکی میں زندگی کا تریاق اس لیے بدی کی زہر کو دور کرنے کا ذریعہ نیکی ہی ہے یا اسی کو ہم یوں کہہ سکتے ہیں عذاب راحت کی نفی کا نام ہے اور نجات راحت اور خوشحالی کے حصول کا نام ہے اسیطرح پر جیسے بیماری اس حالت کا نام ہے جب حالت بدن مجری طبیعت پر نہ رہے اور صحت وہ حالت ہے کہ امور طبیعہ اپنی اصل حالت پر قائم ہوں۔ اور جیسے کسی ہاتھ پاؤں یا کسی عضو کے اپنے مقام خاص سے ذرا ادھر اُدھر کھسک جانے سے درد شروع ہو جاتا ہے اور وہ عضو نکما ہو جاتا ہے اور اگر چندے اسی حالت پر رہے تو پھر نہ خود بالکل بیکار ہوجاتا ہے بلکہ دوسرے اعضا پر بھی اپنا برا اثر ڈالنے لگتا ہے بعینہٖ یہی حالت روحانی ہے کہ جب انسان خدا تعالیٰ کے سامنے سے جو اُسکی زندگی کا اصل موجب اور مایہ حیات ہے ہٹ جاتا ہے اور فطرتی دین کو چھوڑ بیٹھتا ہے تو عذاب شروع ہو جاتا ہے اور اگر قلب مردہ نہوگیا ہو اور اس میں احساس کا مادہ باقی ہو تو وہ اس عذاب کو خوب محسوس کرتا ہے۔ اور اگر اس بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح نہ کی جاوے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ پھر ساری روحانی قوتیں رفتہ رفتہ نکمی اور بیکار ہو جائیں اور ایک شدید عذاب شروع ہو جاوے پس اب کیسی صفائی کے ساتھ یہ امر سمجھ میں آجاتا ہے کہ کوئی عذاب باہر سے نہیں آتا بلکہ خود انسان کے اندر ہی سے نکلتا ہے ہمکو اس سے انکار نہیں کہ عذاب خدا کا فعل ہے بیشک اُسی کا فعل ہے مگر اسی طرح جیسے کوئی زہر کھائے تو خدا اُسے ہلاک کردے۔ پس خدا کا فعل انسان کے اپنے فعل کے بعد ہوتا ہے اسی کیطرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ یعنی خدا کا عذاب وہ آگ ہے جسکو خدا بھڑکاتا ہے اور اُس کا شعلہ انسان کے دل ہی سے اُٹھتا ہے اسکا مطلب صاف لفظوں میں یہی ہے کہ عذاب کا اصل بیج اپنے وجود ہی کی ناپاکی ہے جو عذاب کیصورت اختیار کرلیتی ہے۔ اسیطرح بہشت کی راحت کا اصل سرچشمہ بھی انسان کے اپنے ہی اعمال ہیں اگر وہ فطرتی دین کو نہیں چھوڑتا اگر وہ مرکز اعتدال سے ادھر اُدھر نہیں ہٹتا اور عبودیت الوہیت کے محاذ میں پڑی ہوئی اسکی انوار سے حصہ لے رہی ہے تو پھر یہ اس عضو صحیح کیطرح ہے جو مقام سے ہٹ نہیں گیا اور برابر اُس کام کو دے رہا ہے جس کے لیے خدا نے اُسکو پیدا کیا ہے اور اسے کچھ بھی درد نہیں بلکہ راحت ہے۔

قرآن شریف میں فرمایا ہے وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یعنی جو لوگ ایمان لاتے اور اچھے عمل کرتے ہیں اُن کو خوشخبری دیدو کہ وہ اُن باغوں کے وارث ہیں جنکے نیچے ندیاں بہ رہی ہیں۔ اس آیت میں ایمان کو اللہ تعالیٰ نے باغ سے مثال دی ہے اور اعمال صالحہ کو نہروں سے جو رشتہ اور تعلق نہر جاریہ اور درخت میں ہے وہی رشتہ اور تعلق اعمال صالحہ کو ایمان سے ہے پس جیسے کوئی باغ ممکن ہی نہیں کہ پانی بدون سرسبز اور ثمردار ہوسکے اسیطرح پر کوئی ایمان جس کے ساتھ اعمال صالحہ نہ ہوں مفید اور کارگر نہیں ہوسکتا۔ پس بہشت کیا ہے وہ ایمان اور اعمال ہی کے مجسم نظارے ہیں۔ وہ بھی دوزخ کیطرح کوئی خارجی چیز نہیں ہے بلکہ انسان کا بہشت بھی اُسکے اندر ہی سے نکلتا ہے۔ یاد رکھو کہ اُسجگہ پر جو راحتیں ملتی ہیں وہ وہی پاک نفس ہوتا ہے جو دنیا میں بنایا جاتا ہے۔ پاک ایمان پودہ سے مماثلت رکھتا ہے اور اچھے اچھے اعمال اخلاق فاضلہ یہ اس پودہ کی آبپاشی کے لیے بطور نہروں کے ہیں جو اس کی سرسبزی اور شادابی کو بحال رکھتے ہیں۔ اس دنیا میں تو یہ ایسے ہیں جیسے خواب میں دیکھے جاتے ہیں مگر اُس عالم میں محسوس اور مشاہد ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ لکھا ہے کہ جب بہشتی ان انعامات سے بہرہ ور ہوں گے تو یہ کہیں گے هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ دنیا میں جو دودھ یا شہد یا انگور انار وغیرہ چیزیں ہم کھاتے پیتے ہیں وہی وہاں ملیں گی نہیں وہ چیزیں اپنی نوعیت اور حالت کے لحاظ سے بالکل اور کی اور ہوں گی ہاں صرف نام کا اشتراک پایا جاتا ہے اور اگرچہ ان تمام نعمتوں کا نقشہ جسمانی طور پر دکھایا گیا ہے مگر ساتھ ہی ساتھ بتا دیا گیا ہے کہ وہ چیزیں روح کو روشن کرتی ہیں اور خدا کی معرفت پیدا کرنے والی ہیں ان کا سرچشمہ روح اور راستی ہے۔ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ سے یہ مراد لینا کہ وہ دنیا کی جسمانی نعمتیں ہیں بالکل غلط ہے بلکہ اللہ تعالےٰ کا منشا اس آیت میں یہ ہے کہ جن مومنوں نے اعمال صالحہ کیے اُنھوں نے اپنے ہاتھ سے ایک

بہشت بنایا جسکا پھل وہ اس دوسری زندگی میں بھی کھائیں گے اور وہ پھل چونکہ روحانی طور پر دنیا میں بھی کھا چکے ہوں گے اسلیے اُس عالم میں اُس کو پہچان لیں گے اور کہیں گے کہ یہ تو وہی پھل معلوم ہوتے ہیں۔ اور یہ وہی روحانی ترقیاں ہوتی ہیں جو دنیا میں ہوتی ہیں اس لیے وہ عابد و عارف ان کو پہچان لیں گے۔

میں پھر صاف کرکے کہنا چاہتا ہوں کہ جہنم اور بہشت میں ایک فلسفہ ہے جسکا رابطہ باہم اسی طرح پر قائم ہوتا ہے جو میں نے ابھی بتایا ہے۔ مگر اس بات کو کبھی بھی بھولنا نہیں چاہیے کہ دنیا کی سزائیں تنبیہ اور عبرت کے لیے انتظامی رنگ کی حیثیت سے ہیں سیاست اور رحمت دونوں باہم ایک رشتہ رکھتی ہیں۔ اور اسی رشتہ کے اظلال یہ سزائیں اور جزائیں ہیں انسانی افعال اور اعمال اسی طرح پر محفوظ اور بند ہوتے جاتے ہیں جیسی فونوگراف میں آواز بند کی جاتی ہے۔ جب تک انسان عارف نہ ہو اس سلسلہ پر غور کرکے کوئی لذت اور فائدہ نہیں اُٹھاسکتا۔ معرفت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ اول خداشناس ہو۔ اور خداشناسی حاصل نہیں ہوتی جب تک کسی **خدانما** انسان کی مجلس میں صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ ایک کافی مدت تک نہ رہے۔ اس کے بعد وہ اس سلسلہ کو جو جزا و سزا کا اور دنیا اور عقبیٰ کا ہے بڑی سہولت کے ساتھ سمجھ لے گا۔

اس بیان پر غور کرنے سے یہ بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اور بہشت کی فلاسفی جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہے وہ کسی اور کتاب نے نہیں بتائی۔ اور قرآن شریف کے مطالعہ سے یہ امر بھی کھل جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے اسکو تدریجاً بیان فرمایا ہے۔ مگر یہ راز انہی پر کھلتا ہے جو خدا تعالےٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں۔

اور پاک نفس لیکر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ کوئی عمدہ بات بدون تکلیف کے نہیں ملتی ہے۔ یہ کہنا کہ ہر شخص اس راز پر کیوں اطلاع نہیں پاتا میں کہتا ہوں کہ دیکھو ہمارے حواس کے کام الگ الگ ہیں مثلاً آنکھ دیکھ سکتی ہے زبان چکھ سکتی اور بول سکتی ہے کان سُن سکتے ہیں۔ گویا ہر ایک حواس میں سے اپنے اپنے فرائض اور خدمت کے ذمہ وار ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ کان کے پاس مصری کی ڈلی رکھدیجاوے اور وہ اُس کا ذائقہ بتا دے اور آنکھ خارجی آوازیں سُن لے یا زبان دیکھ لے پس اسیطرح پر خدا تعالےٰ کی معرفت کے دقیق اسرار کو معلوم کرنے کے واسطے خاص قویٰ ہیں وہی اُن پر اطلاع دے سکتے ہیں۔ اور یہ قویٰ دیے توسبکو گئے ہیں لیکن ان سے کام لینے والے بہت تھوڑے ہیں۔ ظن کا کوئی قوی اثر نہیں ہوسکتا یہی وجہ ہے کہ فلاسفروں کی ایمانی حالت بہت ہی کمزور ہوتی ہے اور وہ ظنیات سے آگے نہیں بڑھتے افلاطون جو بڑا مدبر اور دانشمند سمجھا جاتا تھا جب مرنے لگا تو اُس نے یہی کہا کہ فلاں بُت پر اُس کے لیے ایک مرغ چڑھا دینا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کیسا کمزور ایمان تھا توحید پر قائم نہ ہوا پس وہ عظیم الشان ذریعہ جس سے

ایک چمکتا ہوا یقین حاصل ہو

اور خدا تعالےٰ پر بصیرت کے ساتھ ایمان قائم ہو۔ ایک ہی ہے کہ انسان اُن لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو خدا تعالےٰ کے وجود پر زندہ شہادت دینے والے ہوں خود جنھوں نے اُس سے سُن لیا ہے کہ وہ ایک قادر مطلق اور عالم الغیب تمام صفات کاملہ سے موصوف خدا ہے۔

ابتدا میں جب انسان ایسے لوگوں کی صحبت میں جاتا ہے تو اُنکی باتیں بالکل انوکھی اور نرالی معلوم ہوتی ہیں وہ بہت کم دل میں جاتی ہیں گو دل اُنکی طرف کھنچا جاتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اندر کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے ان معرفت کی باتوں کی ایک جنگ شروع ہو جاتی ہے جو کچھ گرد و غبار دل پر بیٹھا ہوتا ہے **صادق** کی باتیں اُن کو دور کرکے اسے جلا دینا چاہتی ہیں تا انہیں **یقین کی قوت** پیدا ہو۔ جیسے جب کبھی کسی آدمی کو مسہل دیا جاتا ہے تو دست آور دوائی پیٹ میں جاکر ایک گڑگڑاہٹ سی پیدا کردیتی ہے اور تمام مواد ردیہ اور فاسدہ کو حرکت اور جوش دیکر باہر نکالتی ہے اسی طرح پر **صادق** ان ظنیات کو دور کرنا چاہتا ہے اور سچے علوم اور اعتقاد صحیحہ کی معرفت کرانی چاہتا ہے اور وہ باتیں اس دل کو جس نے بہت بڑا زمانہ ایک اور ہی دنیا میں بسر کیا ہوا ہوتا ہے ناگوار اور ناقابل عمل معلوم ہوتی ہیں لیکن آخر سچائی غالب آجاتی ہے اور باطل پرستی کی قوتیں مرجاتی ہیں اور **حق پرستی** کی قوتیں نشو و نما پانے لگتی ہیں۔ پس میں اس نور کو لیکر آیا ہوں اور دنیا میں **قوت یقین** کو پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ اور اس قوت کا پیدا ہونا صرف الفاظ اور باتوں سے نہیں ہوسکتا بلکہ یہ اُن **نشانات** سے نشو و نما پاتی ہیں جو **اللہ تعالےٰ کی مقتدرانہ طاقت** سے صادقوں کے ہاتھ پر ظہور پاتے ہیں۔

میرا مدعا یہی ہوتا ہے کہ دوسری کلام نہ کروں جب تک ایک امر سُننے والے کے ذہن نشین کرلوں۔ اور سُننے والا فیصلہ نہ کرلے کہ اُسنے اُسکو سمجھ لیا ہے یا اُسپر کوئی اعتراض کرکے۔

باقی آیندہ انشاءاللہ تعالےٰ

سنہ ۱۹۰۲ء میں جو الحکم کو نہ پڑھے گا اُسکو ناقابل تلافی حسرت رہ جاوے گی

بازگشت کرنا ہی راحت کا موجب ہو سکتا ہے اور اس دکھ درد سے بچاتا ہے جو اس مرکز کو چھوڑنے سے پیدا ہوا تھا اسی کا نام توبہ ہے۔ اور یہی ظلمت جو اسطرح پر پیدا ہوتی ہے ضلالت اور جہنم کہلاتی ہے اور مرکز اصلی کیطرف رجوع کرنا جو راحت پیدا کرتا ہی جنت سے تعبیر ہوتا ہے اور گناہ سے ہٹکر نیکی کیطرف آنا جس سے اللہ تعالے خوش ہو جاوے اس بدی کا کفارہ ہو کر اسے دور کر دیتا ہے اور اس کے نتائج کو بھی سلب کرتا ہے اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ یعنی نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں چونکہ بدی میں ہلاکت کی زہر ہے اور نیکی میں زندگی کا تریاق اس لیے بدی کے زہر کو دور کرنے کا ذریعہ نیکی ہی ہے یا اسی کو ہم یوں کہہ سکتے ہیں عذاب راحت کی نفی کا نام ہے اور نجات راحت اور خوشحالی کے حصول کا نام ہے اسیطرح پر جیسے بیماری اس حالت کا نام ہے جب حالت بدن مجری طبیعت سے ہٹ جاوے اور صحت وہ حالت ہے جب امور طبیعہ اپنی اصل حالت پر قائم ہوں۔ اور جیسے کسی ہاتھ یا پاؤں یا کسی عضو کے اپنے مقام خاص سے ذرا ادھر ادھر کھسک جانے سے درد شروع ہو جاتا ہے اور وہ عضو نکما ہو جاتا ہے اور اگر چند روز اسی حالت پر رہے تو پھر نہ خود بالکل بیکار ہو جاتا ہے بلکہ دوسرے اعضا پر بھی اپنا برا اثر ڈالنے لگتا ہے بعینہ یہی حالت روحانی ہے کہ جب انسان خدا تعالی کے سامنے سے جو اسکی زندگی کا اصل موجب اور مایہ حیات ہے ہٹ جاتا ہے اور فطرتی دین کو چھوڑ بیٹھتا ہے تو عذاب شروع ہو جاتا ہے اور اگر قلب مردہ نہ ہو گیا ہو اور اس میں احساس کا مادہ باقی ہو تو وہ اس عذاب کو خوب محسوس کرتا ہے اور اگر اس بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح نہ کی جاوے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ پھر ساری روحانی قوتیں رفتہ رفتہ نکمی اور بیکار ہو جائیں اور ایک شدید عذاب شروع ہو جاوے پس اب کیسی صفائی کے ساتھ یہ امر سمجھ میں آجاتا ہے کہ کوئی عذاب باہر سے نہیں آتا بلکہ خود انسان کے اندر ہی سے نکلتا ہے ہمکو اس سے انکار نہیں کہ عذاب خدا کا فعل ہے بیشک اسی کا فعل ہے مگر اسی طرح جیسے کوئی زہر کھالے تو خدا اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ پس خدا کا فعل انسان کے اپنے فعل کے بعد ہوتا ہے اسی کیطرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ یعنی خدا کا عذاب وہ آگ ہے جسکو خدا بھڑکاتا ہے اور اس کا شعلہ انسان کے دل ہی سے اٹھتا ہے اسکا مطلب صاف لفظوں میں یہی ہے کہ عذاب کا اصل بیج اپنے وجود ہی کی ناپاکی ہے جو عذاب کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اسیطرح بہشت کی راحت کا اصل سرچشمہ بھی انسان کے اپنے ہی افعال ہیں اگر وہ فطرتی دین کو نہیں چھوڑتا اگر وہ مرکز اعتدال سے ادھر ادھر نہیں ہٹتا اور عبودیت الوہیت کے محاذ میں پڑی ہوئی اسکی انوار سے حصہ لے رہی [illegible] یہ اس عضو صحیح کیطرح ہے جو اپنے مقام سے ہٹ نہیں گیا اور برابر اس کام کو دے رہا ہے جس کے لیے خدا نے اسکو پیدا کیا ہے اور اسے کچھ بھی درد نہیں بلکہ راحت ہے۔

قرآن شریف میں فرمایا ہے وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں ان کو خوشخبری دیدو کہ وہ ان باغوں کے وارث ہیں جنکے نیچے ندیاں بہ رہی ہیں۔ اس آیت میں ایمان کو اللہ تعالی نے باغ سے مثال دی ہے اور اعمال صالحہ کو نہروں سے جو رشتہ اور تعلق نہر جاریہ اور درخت میں ہے وہی رشتہ اور تعلق اعمال صالحہ کو ایمان سے ہے پس جیسے کوئی باغ ممکن ہی نہیں کہ پانی بدون سرسبز اور ثمردار ہو سکے اسیطرح پر کوئی ایمان جس کے ساتھ اعمال صالحہ نہ ہوں مفید اور کارگر نہیں ہو سکتا۔ پس بہشت کیا ہے وہ ایمان اور اعمال ہی کے مجسم نظارے ہیں۔ وہ بھی دوزخ کیطرح کوئی خارجی چیز نہیں ہے بلکہ انسان کا بہشت بھی اسکے اندر ہی سے نکلتا ہے۔ یاد رکھو کہ اسجگہ پر جو راحتیں ملتی ہیں وہ وہی پاک نفس ہوتا ہے جو دنیا میں بنایا جاتا ہے۔ پاک ایمان پودہ سے مماثلت رکھتا ہے اور اچھے اچھے اعمال اخلاق فاضلہ یہ اس پودہ کی آبپاشی کے لیے بطور نہروں کے ہیں جو اس کی سرسبزی اور شادابی کو بحال رکھتے ہیں۔ اس دنیا میں تو یہ ایسے ہیں جیسے خواب میں دیکھے جاتے ہیں مگر اس عالم میں محسوس اور مشاہد ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ لکھا ہے کہ جب بہشتی ان انعامات سے بہرہ ور ہوں گے تو یہ کہیں گے هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ دنیا میں جو دودھ یا شہد یا انگور انار وغیرہ چیزیں ہم کھاتے پیتے ہیں وہی وہاں ملیں گی نہیں وہ چیزیں [illegible] نوعیت اور حالت کے لحاظ سے [illegible] اور ہوں گی ہاں صرف [illegible] پایا جاتا ہے اور اگرچہ ان تمام نعموں کا نقشہ جسمانی طور پر دکھایا گیا ہے مگر ساتھ ہی ساتھ بتا دیا گیا ہے کہ وہ چیزیں روح کو روشن کرتی ہیں اور خدا کی معرفت پیدا کرنے والی ہیں ان کا سرچشمہ روح اور راستی ہے۔ رزقنا من قبل سے یہ مراد لینا کہ وہ دنیا کی جسمانی نعمتیں ہیں بالکل غلط ہے بلکہ اللہ تعالے کا منشا اس آیت میں یہ ہے کہ جن مومنوں نے اعمال صالحہ کیے انھوں نے اپنے ہاتھ سے ایک

ہشت بنایا جسکا پھل وہ اس دوسری زندگی میں بھی کھائیں گے اور وہ پھل چونکہ روحانی طور پر دنیا میں بھی کھاچکے ہونگے اسلیے اُس عالم میں اُس کو پہچان لیں گے اور کہیں گے کہ یہ تو وہی پھل معلوم ہوتے ہیں۔ اور یہ وہی روحانی ترقیاں ہوتی ہیں جو دنیا میں کی ہوتی ہیں اس لیے وہ عابد و عارف اُن کو پہچان لیں گے۔

میں پھر صاف کرکے کہنا چاہتا ہوں کہ جہنم اور بہشت میں ایک فلسفہ ہے جسکا ربط باہم اسی طرح پر قائم ہوتا ہے جو میں نے ابھی بتایا ہے۔ مگر اس بات کو کبھی بھی بھولنا نہیں چاہیے کہ دنیا کی سزائیں تنبیہ اور عبرت کے لیے انتظامی رنگ کی حیثیت سے ہیں سیاست اور رحمت دونوں باہم ایک رشتہ رکھتی ہیں۔ اور اسی رشتہ کے اظلال یہ سزائیں اور جزائیں ہیں انسانی افعال اور اعمال اسی طرح پر محفوظ اور بند ہوتے جاتے ہیں جیسی فونوگراف میں آواز بند کی جاتی ہے۔ جب تک انسان عارف نہ ہو اس سلسلہ پر غور کرکے کوئی لذت اور فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ معرفت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ اول [illegible] حاصل [illegible] اور [illegible] ایک کافی مدت تک [illegible] ہے۔ اس کے بعد وہ اس سلسلہ کو جو جزا و سزا کا اور دنیا اور عقبیٰ کا ہے بڑی سہولت کے ساتھ سمجھ لے گا۔

اس بیان پر غور کرنے سے یہ بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اور بہشت کی فلاسفی جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہے وہ کسی اور کتاب نے نہیں بتائی۔ اور قرآن شریف کے مطالعہ سے یہ امر بھی کھل جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے اسکو بتدریج بیان فرمایا ہے۔ مگر یہ راز اُنپر ہی کھلتا ہے جو خدا تعالےٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں۔

اور پاک نفس لیکر سوچتے ہیں۔ کیونکہ کوئی عمدہ بات بدون تکلیف کے نہیں ملتی ہے۔

یہ کہنا کہ ہر شخص اس راز پر کیوں اطلاع نہیں پاتا میں کہتا ہوں کہ دیکھو ہمارے حواس کے کام الگ الگ ہیں مثلاً آنکھ دیکھ سکتی ہے زبان چکھ سکتی اور بول سکتی ہے کان سُن سکتے ہیں۔ گویا ہر ایک حواس میں سے اپنے اپنے فرائض اور قوت کے ذمہ وار ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ کان کے پاس مصری کی ڈلی رکھدیجاوے اور وہ اُس کا ذائقہ بتادے اور آنکھ خارجی آوازیں سُن لے یا زبان دیکھ لے پس اسیطرح پر خدا تعالےٰ کی معرفت کے دقیق اسرار کو معلوم کرنے کے واسطے خاص قویٰ ہیں وہی اُن پر اطلاع پاسکتے ہیں۔ اور یہ قویٰ دیے تو سبکو گئے ہیں لیکن ان سے کام لینے والے بہت تھوڑے ہیں۔ ظن کا کوئی قوی اثر نہیں ہوسکتا یہی وجہ ہے کہ فلاسفروں کی ایمانی حالت بہت ہی کمزور ہوتی ہے اور وہ ظنیات سے آگے نہیں بڑھتے افلاطون جو بڑا مدبر اور دانشمند سمجھا جاتا تھا جب مرنے لگا تو اُس نے یہی کہا کہ فلاں بت پر اُس کے لیے [illegible] چڑھا دینا [illegible] کہ کیسا [illegible] پر قائم ہوا [illegible] انسان ذریعہ جس سے

ایک چمکتا ہوا یقین حاصل ہو

اور خدا تعالےٰ پر بصیرت کے ساتھ ایمان قائم ہو۔ ایک ہی ہے کہ انسان اُن لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو خدا تعالےٰ کے وجود پر زندہ شہادت دینے والے ہوں خود جنھوں نے اُس سے سُن لیا ہے کہ وہ ایک قادر مطلق اور عالم الغیب تمام صفات کاملہ سے موصوف خدا ہے۔

ابتدا میں جب انسان ایسے لوگوں کی صحبت میں جاتا ہے تو اُنکی باتیں بالکل انوکھی اور نرالی معلوم ہوتی ہیں وہ بہت کم دل میں جاتی ہیں گو دل اُنکی طرف کھنچا جاتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اندر کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے ان معرفت کی باتوں کی ایک جنگ شروع ہوجاتی ہے جو کچھ گرد و غبار دل پر بیٹھا ہوتا ہے **صادق** کی باتیں اُن کو دور کرکے اسے جلا دینا چاہتی ہیں تا اُس میں **یقین کی قوت** پیدا ہو۔ جیسے جب کبھی کسی آدمی کو مسہل دیا جاتا ہے تو دست آور دوائی پیٹ میں جاکر ایک گڑگڑاہٹ سی پیدا کردیتی ہے اور تمام مواد ردیہ اور فاسدہ کو حرکت اور جوش دیکر باہر نکالتی ہے اسی طرح پر **صادق** ان ظنیات کو دور کرنا چاہتا ہے اور سچے علوم اور اعتقاد صحیحہ کی معرفت کرانی چاہتا ہے اور وہ باتیں اس دل کو جس نے بہت بڑا زمانہ ایک اور ہی دنیا میں بسر کیا ہوا ہوتا ہے ناگوار اور ناقابل عمل معلوم ہوتی ہیں لیکن آخر سچائی غالب آجاتی ہے اور باطل پرستی کی قوتیں مرجاتی ہیں۔ اور **حق پرستی** کی قوتیں نشو [illegible] پانے لگتی ہیں۔ پس [illegible] کہ آیا ہوں اور [illegible] **یقین** [illegible] کرنا چاہتا ہوں اور اس قوت کا [illegible] صرف الفاظ اور [illegible] سے نہیں ہوسکتا بلکہ یہ اُن **نشانات** سے نشو و نما پاتی ہیں جو **اللہ تعالےٰ کی مقتدرانہ طاقت سے** صادقوں کے ہاتھ پر ظہور پاتے ہیں۔

میرا مدعا یہی ہوتا ہے کہ دوسری کلام نہ کروں جب تک ایک امر سُننے والے کے ذہن نشین کرلوں۔ اور سُننے والا فیصلہ نہ کرلے کہ اب اسکو اسنے سمجھ لیا ہے یا اسپر کوئی اعتراض کرے۔

باقی آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ

۱۹۰۲ء میں جو الحکم کو نہ پڑھے گا اُسکو ناقابل تلافی حسرت رہ جائے گی

کی طرف منسوب کرتا ہے ہم ہرگز منسوب نہیں کرتے اور ہم سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ اندھی نہیں گورنمنٹ ان خدمات کو جو مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم والد مرزا صاحب نے ۱۸۵۷ء میں کی تھیں یا مرزا غلام قادر صاحب مرحوم برادر حقیقی مرزا صاحب نے تموں کے گھاٹے پر دکھائی تھیں یا جو حضرت اقدس پچیس سال سے کر رہے ہیں کبھی کبھی انکو بھول نہیں سکتی تاہم اس غلط خیال کی اصلاح ضروری ہے ہماری رائے میں اس مسئلہ کے تصفیہ کے لیے کہ آیا خالص خدمات کس کی ہیں یہ امور تنقیح طلب ہیں

اول کیا مرزا صاحب موصوف کا خاندان گورنمنٹ کا وفادار رہا ہے اور گورنمنٹ نے ان خدمات کو تسلیم کیا ہے؟

دوم جبکہ مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کا نشان یضع الحرب رکھا گیا ہے تو مدعی **مسیح موعود یضع الحرب** کے خلاف جہاد کی تعلیم دیکر اپنے دعویٰ میں راستباز ہو سکتا ہے؟ اور کوئی شخص ایسے آدمی کا مرید ہو سکتا ہے جو اپنی شرائط بیعت میں گورنمنٹ کی خیرخواہی اور وفاداری کو ایک ضروری شرط رکھے اور [illegible] کرے

سوم اگر مرزا صاحب یضع الحرب کی تعلیم نہ دیتے تو یہ مولوی مخالفت کر سکتے تھے اور قتل کے فتوے دے سکتے تھے۔

چہارم مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ کیا ہے؟

ان امور چہارگانہ پر جب غور کیا جاوے گا تو یہ مسئلہ بالکل صاف ہو جاوے گا

امر اول کی نسبت ہمیں کسی طویل بحث کی ضرورت نہیں گورنمنٹ کے کاغذات اب تک موجود ہیں اور گورنمنٹ کی چٹھیات کو آپ کا خلیج دشمن محمد حسین بٹالوی بھی شائع کر چکا ہے۔ اور اب بھی باوجود اسقدر مخالفت کے کبھی نہیں کہہ سکتا کہ اس خاندان نے گورنمنٹ کی خدمات نہیں کیں **اس خاندان کا کرسی نشین** ہونا ان خدمات کی تسلیم و اعتراف کا نشان اب تک موجود ہے

امر دوم کی نسبت سلیم الفطرت کو ماننا پڑے گا کہ کبھی بھی ایسا شخص جو اپنے دعوے کے خلاف شان تعلیم دے وہ صادق نہیں ہو سکتا پس مرزا صاحب اگر صدق دل سے اور اپنا ایمان سمجھکر گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کی تعلیم نہ دیتے بلکہ بظاہر یہ کہتے اور مخفی طور پر یہ کہتے کہ نہیں یونہی بات ہے اصل یہ ہے کہ جہاد کرنا چاہیے۔ تو شاید **پیسہ اخبار** یا اس کے دوسرے ہم مشرب مولوی جنکے شاگرد سرحدی مجنونوں میں بھی پائے جاتے ہیں سب سے پہلے ماننے والے ہوتے۔ اور ایک بھی مخالفت کرنے والا نہ ہوتا اور یہ سچی بات ہے کہ محض اسی تعلیم کی وجہ سے مخالفت کا زور ہے کیونکہ مرزا صاحب نے ناعاقبت اندیش ملانوں کے فرضی اور خیالی اور خونی مہدی جنگی لڑائیوں سے یا لوٹ کے مال و منال پر دانت لگائے بیٹھے تھے مایوس کر دیا ہے اور ان کے اس خیال کو دلوں سے دور کر دینے میں خاص کام کیا ہے ورنہ یہ لوگ جو محض خدا کیلیے اس کے ساتھ ہیں انکی اس قسم کی تعلیم دیکھکر ایک سکنڈ بھی ان کے ساتھ نہ رہ سکتے وہ کون ایماندار [illegible] جو پہلے کہے کہ یضع الحرب میری صداقت کا نشان ہے مجھے قبول کرو۔ اور پھر یہ تعلیم دے کہ نہیں لڑائی کرنی چاہیے۔ اور پھر وہ کون غیور مرید ہوگا جو اسکو قبول کر لے مگر یہ اسقدر کثیر تعداد جو مرزا صاحب کے ساتھ ہو گئی ہے جن میں عالم فاضل گورنمنٹ کے معتمد عہدہ دار۔ رئیس۔ تاجر ہر قسم کے لوگ ہیں کیا ایسے شخص کے ساتھ ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

امر سوم کے متعلق ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ مولوی جو مرزا صاحب پر کفر کے فتوے دیتے ہیں اور پیسہ اخبار اور اسکے ہم خیال مسلمان کہلانے والے کبھی بھی مرزا صاحب کی مخالفت نہ کرتے اگر وہ خونی مہدی اور مسیح کے خیالات کی نفی کر کے جہاد کی ممانعت کا حکم نہ دیتے۔ کیونکہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ان لوگوں کے مسیح اور مہدی کی نسبت یہی عقیدہ ہے۔ اور یہ لوگ کبھی بھی جہاد کو اب حرام نہیں سمجھتے اور اگر زبانی کہیں بھی تو یہ ان کا نرا دعوے ہوگا جس کا کوئی ثبوت نہیں دے سکتے۔ ورنہ ان سے فتوے لیا جاوے کہ وہ مہدی کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں کہ کیا وہ آکر لڑائیاں کرے گا۔ اور غیر مذہب والوں سے جہاد کرے گا؟ اگر ان کا یہ عقیدہ ثابت ہو جاوے۔ تو گورنمنٹ خود نتیجہ نکال لیگی۔ کہ ہمارے مخالف یہ مسلمان ایسا عقیدہ رکھتے ہوئے بھی ہم پر الزام لگانے میں کہانتک حق پر ہیں۔ اور ہم یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اگر جہاد کی ممانعت اور گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری اور اطاعت ان کا دلی منشا اور ایمان ہے۔ تو پھر یہ مرزا صاحب کی اس تعلیم کی مخالفت کیوں کرتے ہیں کیوں کثرت کے ساتھ اسے شایع نہیں کرتے۔ دوسری باتوں کو جانے دیں۔ اسی ایک مسئلہ میں تو ان کے ساتھ ہو کر کثرت کے ساتھ اشاعت کریں۔ اور ہم دکھائیں گے۔ کہ یہ ساتھ نہ دینگے اور انہوں نے نہیں دیا۔

امر چہارم کے متعلق ہم اسقدر بیان کرنا کافی سمجھتے ہیں کہ اول چونکہ مرزا صاحب جہاد کے خلاف تعلیم دیتے ہیں۔ اور مخالفوں کا ایمان ہے کہ غیر مذہب والوں سے لڑائی کرنی چاہیے

دوم مرزا صاحب سلطان ٹرکی کو خلیفۃ المسلمین قرار نہیں دیتے اور گورنمنٹ انگلشیہ کو اس سے بڑھکر ماننے کی تعلیم دیتے تھے چنانچہ جس کا بل کے وقت جب ایک اشتہار [illegible] شایع کیا گیا تو پنجاب کے بعض اخباروں نے [illegible] کی اور مسلمانوں کو [illegible] سید احمد خان جیسے آدمیوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو اس معاملہ میں مرزا صاحب ہی کی رائے کی پیروی کرنی چاہیے۔

غرض یہ امور ہیں جن پر غور کرنے کی ضرورت ہے اور ہم گورنمنٹ کی توجہ آخر میں پھر اس امر کی طرف دلانا چاہتے ہیں کہ وہ اس معاملہ پر بہت جلد نوٹس لے اور ان خیالات کی جو پیسہ اخبار نے گورنمنٹ کیطرف منسوب کر کے اس کی زبان حال سے لکھکر پھیلائے ہیں اور جن کا بہت برا اثر پڑ سکتا ہے تردید کرے۔ ختم کرنے سے پہلے ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ براہین احمدیہ کے زمانہ سے لے کر اب تک اس مضمون پر

گورنمنٹ کی وفاداری کی تعلیم دی اور جہاد کو وحشیانہ ... کو مٹانے کی مسلسل کوشش کی ... تھوڑا اقتباس ان سے ذیل میں پیش کرکے ایک فہرست ان کتابوں اور رسالوں کی دیتے ہیں جن میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے

... آئندہ نمبروں میں اس مضمون پر مسلسل اور مفصل آرٹیکل لکھکر اس کو بھی اور واضح کر دینگے۔ براہین ... کی تیسری جلد کے ابتدا میں جو سنہ ۱۸۸۲ء میں طبع ہوئی تھی ایک زبردست مضمون بعنوان اسلامی انجمنوں کی خدمت میں ضروری التماس کی ذیل میں مسئلہ جہاد کے متعلق بیان فرماتے ہیں۔

جس حالت میں شریعت اسلام کا یہ واضح مسئلہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جس کے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور ... عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہوں ... خطبیات ممنون منت اور مرہون احسان ہوں ... جس کی مبارک سلطنت ... حقیقت میں نیکی اور ہدایت پھیلانے ... کامل مددگار ہو قطعی حرام ہے

... بڑے افسوس کی بات ہے کہ علماء اسلام اپنی جمہوری اتفاق سے اسی مسئلہ کو اچھی طرح شائع نہ کرکے ... ناواقف لوگوں کی زبان اور قلم سے مورد اعتراض ... ہیں اور جن اعتراضوں سے انکے دین کی سستی پائی جاتی ہے اور ان کی دنیا کو ناحق کا ضرر پہونچیگا۔"

اس کے بعد مرزا صاحب نے اپنی تجویز پیش کی ہے کہ ہندوستان کے کل علماء اور انجمنیں مل کر ایک ایسی کتاب طیار کریں جس سے نہ صرف مخالفین ہی کا منہ بند ہوگا۔ بلکہ ... میں ناواقف ... اہل اسلام بھی اپنے سچے اور پاک اصول سے بخوبی مطلع ہو جاوینگے اور گورنمنٹ انگریزی پر بھی مسلمانوں کی صاف باطنی کھل جائیگی اور بعض کوہستانی جہال کے خیالات کی اصلاح بھی بذریعہ اسی کتاب کے وعظ اور نصیحت کی ہوتی رہے گی۔

اس کے بعد حضرۃ اقدس نے جوش بھرے دل کے ساتھ یہ فقرے لکھے ہیں:۔

بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے جو اس کی حکومت ... بخش حکمت کے ذریعے سے عامہ خلائق پر وارد ہیں سلطنت ممدوحہ کو ایک نعمت سمجھنا

اور مثل نعماء الٰہی کے اس کا شکر بھی ادا کریں مگر پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گزار ہونگے۔ اگر وہ اس سلطنت کو جو ان کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں۔ ان کو سوچنا چاہئے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کسی حالت پر ملالت میں تھے اور پھر کیسے امن و امان میں ہو گئے پس یہ سلطنت فی الحقیقت ان کے لئے ایک آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے وغیرہ وغیرہ

اب یہ ایک اچھا معیار ہمارے پاتھ میں ہے کہ جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کس نے اس معاملہ پر زیادہ توجہ کی۔ ہم گورنمنٹ کے سامنے واقعات رکھتے ہیں۔ اس تحریر کے بعد علماء ہندو پنجاب اور مسلمان ایڈیٹران اخبارات کا یہ فرض ہونا چاہئے تھا۔ کہ وہ اس کام کیلئے بڑی سرگرمی اور جوش دکھاتے اور ایک انجمن بنا کر کثرت کے ساتھ اس قسم کے مضامین سرحدی جاہلوں اور مختلف ملکوں کے ناواقف مسلمانوں میں پھیلاتے مگر کوئی ہمیں بتلائے کہ کس نے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیا؟ جب علماء اور دوسرے با اثر لوگوں نے اسطرف بالکل توجہ نہ کی اور مرزا صاحب کا ساتھ اپنی کسی پنہانی مرض کی وجہ سے ندیا تو مرزا صاحب نے اس خدمت کو تنہا اپنے ذمہ لیا چنانچہ حضرۃ اقدس نے یہ التزام کرلیا کہ کوئی تحریر ایسی شائع نہیں کی جس میں اس غرض کو ادا نہ کیا ہو بلکہ اپنی شرائط بیعت میں جیسے خدا کے احکام کی اطاعت کو فرض قرار دیا گورنمنٹ کی اطاعت کو بھی اسی فرض کے نیچے رکھا اور آخر کھلے لفظوں میں جہاد کی ممانعت کا فتویٰ دیدیا ہے جس کے چند شعر یہ ہیں ۔

اب چھوڑدو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑدو ایسے خبیث کو
تم میں سے جس کو دین و دیانت سے ہے پیار
اب اسکا فرض ہے کہ وہ دل کرکے استوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے

ان سب امور پر یکجائی نظر کر کے بعد صاف کھل جاتا ہے کہ حق کس کے ساتھ ہے ہم ان تمام تحریروں کی مختصر فہرست دیتے ہیں جن میں یہ مضمون شائع کیا گیا ہے ۔

نام کتاب	تاریخ طبع	صفحہ
براہین احمدیہ جلد سوم	سنہ ۱۸۸۲	الف اور ب
براہین احمدیہ جلد چہارم	سنہ ۱۸۸۴	الف و ب و ج و د
ازالہ اوہام جلد اول	سنہ ۱۸۹۱	۱۳۳
ازالہ اوہام جلد دوم	〃	۲۴ء لغایت ۲۹
ازالہ اوہام جلد دوم	〃	۲۵ء لغایت ۴۳
ضمیمہ شہادت القرآن	سنہ ۱۸۹۳	صفحہ ز لغایت ع
آئینہ کمالات اسلام	〃	صفحہ الغایت ۱۷ اور
حمامۃ البشریٰ عربی	سنہ ۱۸۹۴	۳۹ لغایت ۴۲
نور الحق حصہ اول عربی	〃	۲۳ لغایت ۵۴
نور الحق حصہ دوم عربی	〃	۴۹ و ۵۰
سر الخلافہ عربی	〃	۷۱ لغایت ۷۴
اتمام الحجۃ	〃	۲۶ لغایت ۲۷
اشتہار برٹش گورنمنٹ کے متعلق	〃	کل
اشتہار مورخہ ۲۷ فروری	سنہ ۱۸۹۵	کل
معیار المذاہب ضمیمہ نور القرآن ...	سنہ ۱۸۹۵	کل
اشتہار	سنہ ۱۸۹۵	کل
الاعمال بالنیات	سنہ ۱۸۹۵	کل
ضمیمہ آریہ دھرم	سنہ ۱۸۹۵	〃
میموریل بحضور وائسرائے	سنہ ۱۸۹۶	〃
تعطیل جمعہ کا اشتہار	سنہ ۱۸۹۶	〃
انجام آتھم	سنہ ۱۸۹۶	۳۶ و ۶۸ و ۱۳۷
اشتہار مشتمل کتاب البریہ	سنہ ۱۸۹۷	۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۶
سراج منیر	سنہ ۱۸۹۷	۲۳ و ۲۴ و ۷۴
اشتہار مورخہ ۲۴ مئی	〃	
روئداد جلسہ جوبلی ۲۴ جون	〃	کل
اشتہار	سنہ ۱۸۹۷	〃
تحفہ قیصریہ	سنہ ۱۸۹۷	〃
اشتہار ۲۷ جون	〃	〃
اشتہار طاعون ۲۳ اپریل	سنہ ۱۸۹۸	〃
روئداد جلسہ طاعون بمقام قادیان ۲ مئی	〃	〃
اشتہار ۶ فروری	〃	〃
میموریل بحضور گورنمنٹ پنجاب ۵ مارچ	〃	〃
میموریل بحضور وائسرائے ۲۲ ستمبر	〃	〃

ص

اشتہار ۲۹ مئی	۱۸۹۸ء	کل
الانذار	؍؍	۵۰ — ۸۲
ضرورۃ الامام	؍؍	۱۳ و ۱۴ و ۴۸
کشف الغطا	؍؍	کل
ایام الصلح	۱۸۹۹ء	۲۸ و ۳۳ و ۵۵ و ۹۵ تا ۱۶۱
حقیقۃ المہدی ۲۱ فروری	۱۸۹۹ء	کل
اشتہار ۲۶ فروری	؍؍	صفحہ ۲
ستارہ قیصریہ ۲۴ اگست	۱۸۹۹ء	کل
اشتہار ۲۲ اکتوبر	۱۸۹۹ء	صفحہ ۲
اشتہار ۱۰ دسمبر	؍؍	؍؍ ۳
رویداد جلسہ ۲ فروری	۱۹۰۰ء	کل
اشتہار مورخہ ۲۸ مئی	۱۹۰۰ء	کل
اشتہار جون	؍؍	؍؍
اعجاز المسیح	۱۹۰۱ء	۱۵۲

اب اسقدر مجموعہ کو دیکھکر دانشمند گورنمنٹ کو خوب پتہ لگ اسکتا ہے کہ پیسہ اخبار نے اس کے کتنے بڑے خیر خواہ کی فیلنگز کو صدمہ پہنچانے کی کوشش کی ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ اسقدر کارروائی کو ابھی تک غیر خالص سمجھتی ہے ہم اس مضمون کو فی الحال اتنے پر ختم کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ بہت جلد توجہ کرکے اس غلط خیال کو دور کرنیکی سعی کریگی +

فٹ نوٹ ۔ اب ہم گورنمنٹ پنجاب کی چٹھی اور سول ملٹری گزٹ کا وہ نوٹ جن کا حوالہ اس مضمون میں دیا گیا ہے درج کرتے ہیں ۔

چٹھی نمبر ۲۱۳ ایس

منجانب ۔ ایچ ۔ جے ۔ مے نارڈ صاحب بہادر جونیر سکریٹری گورنمنٹ پنجاب بطرف شیخ رحمت اللہ سوداگر بمبئی ہوس لاہور۔

شملہ مورخہ ۱۱ر جون ۱۸۹۸ء

جناب

حسب الارشاد جناب لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر مین اطلاع دیتا ہوں کہ جناب ممدوح نے اُس جلسہ کے تمام رونداد کو جو ۲ر مئی ۱۸۹۸ء کو قادیان میں متعلقہ ان قواعد کے جو گورنمنٹ نے انسداد بیماری طاعون کیلئے جاری کئے منعقد ہوا اور نیز اس تقریر کو جو میرزا غلام احمد رئیس قادیان نے اسوقت کی بڑی خوشی کے ساتھ پڑھا حضور ممدوح کا منشاء ہے کہ مین اس مدد کے شکریہ کا اظہار کرون جو اس جلسہ کے ممبرون نے گورنمنٹ کو دی

دستخط

نقل نوٹ از سول ملٹری گزٹ مورخہ ۱۰ر جون ۱۸۹۸ء

مسلمانوں کی ایک بڑی باوقار جماعت کے جلسہ مین جو زیر نگرانی شیخ رحمت اللہ خان لاہوری بمقام قادیان منعقد ہوا بیماری طاعون کے رک جانے کے لئے دعائیں مانگی گئیں اور حکیم نور الدین نے قواعد سگریگیشن وغیرہ کی تائید مین جو گورنمنٹ نے بیماری کی انسداد کے لئے نافذ کئے ایک تقریر کی + اس وفادارانہ مدد کے شکریہ کی اطلاع جلسہ منعقد کرنے والون کو دی گئی ہے ۔ اس تقریر کا لب لباب یہ تھا کہ گورنمنٹ نے محض انسانی ہمدردی سے مجبور ہوکر بیماری کے روکنے کے لئے یہ قواعد جاری کئے ہین ۔ اور یہ قواعد بہت ضروری ہین اور فرضی قصے کہ گورنمنٹ لوگون کو زہر دینا چاہتی ہے بالکل جھوٹے اور احمقانہ ہین اور اس شخص کو جو کہ اپنے اندر عقل رکھتا ہے ایک لحظہ بھر کے لئے بھی انہین تسلیم نہ کرنا چاہیے اور سخت خطرہ کی حالت مین مثلاً جبکہ خدا کی طرف سے کوئی بیماری نازل ہو عورتون کا اپنے گھرون سے کھلے میدان مین سگریگیشن کی غرض سے مناسب طور پر چہرہ ڈھانکے ہوئے آنا اسلام کے اصولون کے برخلاف نہیں ۔

مراسلات

خدا کے لئے گواہی

اخوی مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الحکم زاد عنایتہ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بنی نوع انسان کی حقیقی بہتری اور خیر خواہی کی غرض سے میری ضمیر نے مجھے مجبور کیا ہے کہ حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ عالیہ کی نسبت اس سلسلہ پاک کی عظمت اور خدائے ذوالجلال کے اظہار جلال کے لئے آپ سے خواہش کرون زیادہ عرصہ نہین ہوا کہ جب مجھے بطور تبلیغ حضور اقدس کے پاک مشن کی نسبت ذکر کرنیکا اتفاق ہوتا تو بعض اشخاص اپنی کج فطرتی کے باعث اسکا سننا ناگوار خاطر معلوم کرتے اور رفتہ رفتہ مخالفت کی آگ ایسی جلکر شقاوت قلبی مین یہان تک بڑھی کہ بہر ہوشمندی کے وہ حق سے بالکل دور جا پڑے مجھے اسوقت اُن کی حالت پر نہایت ہی رحم آتا جب ہمیں سے بعض کو سلسلہ عالیہ کی مخالفت مین جلتے کڑھتے اور ارضی وسماوی نشانون کا مورد ہوتے دیکھتا ۔ ایک رات خواب مین بجنسہ ہو سٹرنگت کے خنزیر سیاہ رو کی شکل دکھلائے جاکر دو اشخاص کی نسبت نام بنام مجھے الہام ہوا کہ **ان کا انجام یہ ہے** (نام بخوف و وقت خاص مصلحت سے محفوظ ہے) بیدار ہوکر مین نے استغفار پڑھا اور صبح اپنے احباب کو جو اب تک زندہ اور موجود ہیں اس واقعہ کی اطلاع دی جن اشخاص کی نسبت یہ الہام تھا انہیں سے ایک براہ راست صاف اور سیدھے الفاظ مین اس کے انجام سے خبر دی گئی جس نے جلدی ہی اپنے سینہ کو سلسلہ عالیہ کے بغض و عناد سے صاف کرنیکا واثق عہد پیش کیا اور اپنے مین عملاً تبدیلی پیدا کرکے اس انجام سے بچنے کے لئے ساعی ہو گیا ۔ دوسرے کو بطریق مناسب اس کے اس انجام سے تحریری اطلاع دیکر توبہ و استغفار کے لئے کہا گیا لیکن اُس نے اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جسکے دو ہفتے بعد اس شدید عذاب الٰہی نے جو صادق فان خدا کی تکذیب کرنیوالون پر موجب سنت اللہ نازل ہوا کرتا ہے اُس کو آپکڑا اور کیسا دیکھنے والے دردناک پیرایہ کی تکالیف اور عذاب کے بعد اسکی روح جسم عنصری سے ہمیشہ کیلئے جدا کر دیا

انا للہ وانا الیہ راجعون یہ الہام لفظاً اور واقعاً پورے معنون میں اپنی پوری صداقتون کے ساتھ روز روشن کیطرح ظاہر اور پورا ہوا جس نے مسیح موعود کی نسبت یقینی امتحن کے تصدیق کا نتیجہ اور کامل ثبوت دیکر معاندین حق پر حجت قائم کر دی فاعتبروا یا اولی الابصار ۔ اب گذشتہ رات کچھ دیر تک مین یہ سوچتا گیا کہ بعض سیاہ باطن مجہول الفطرت ملانے کیون شتاب کاری اور کوتاہ فہمی سے منکران حق مین داخل ہوکر خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق ہو رہے ہین اور خود گمراہ ہوئے کے علاوہ جہلا میں غلط خیالات پھیلا کر کیون ان کو بھی چاہ ضلالت مین ڈالتے اور اُنکا وبال اپنی گردنون پر لیتے ہین اور پھر باوجود اپنی تمام بیہودہ درایون اور مخالفت کا پورا زور لگانے کے مقابلہ مین کوئی زندہ نشان جیسے آسمان کے ساتھ انکا کچھ تعلق ہونا پایا جاوے پیش کرنے سے محض قاصر ہیں ۔ کاش یہ سیاہ بخت کبھی ہی اپنے مآل کار کی نسبت کچھ سوچتے اور عقل و فکر سے کام لیتے ۔ اس خیال نے مجھے یہان تک مستغرق کیا کہ ان کے حقیقی بھی خواہی کے درد دل سے جوش آیا اور ہوتی

+ اس جگہ سہو کاتب سے مولوی نور الدین صاحب کا نام لکھا گیا ہے اور بجائے اس کے جیسا کہ واقع امر ہے اس عاجز کا نام یعنی میرزا غلام احمد لکھنا چاہئے تھا +

خطاب بسوئے قوم

اے قوم تو تو جانتی سود وزیاں نہیں
تیرا وبال تجھ پہ ابھی تک عیاں نہین۔
مامور حق سے جنگ پہ باندھی ہے کیوں کمر
کیا یاد تجھ کو سنت پیشینیاں نہین
کثرت پہ اپنی تجھکو ہے کیون اسقدر گھمنڈ
اعمال غیر تیرے خدا سے نہاں نہین
فتووں پہ کفر کے تجھے کیوں اسقدر ہے ناز
کچھ اختیار مین تیرے نار و جناں نہین
ذلت پہ اپنی تجھکو نہیں قوم کیوں نظر
کیا کھو چکی تو ہند مین نام و نشاں نہین
اسلام تیرے فعلوں سے رکھتا ہے ننگ و عار
کیوں چھوڑتی تو اپنی یہ بیباکیاں نہین
صادق کے قتل کرنے مین تجھکو نہیں ہے باک
پر قوم تیرے ہاتھ مین تیغ و سناں نہین
غفلت پہ تیرے رو چکے سب بیکسان قوم
تر دامنی پہ کون تیرے نوحہ خواں نہین
گھیرے ہے تجھکو ہند مین ادبار ہر طرف
قائم بحال خود کوئی پیر و جواں نہیں
مدت سے تجھ پہ یاس کا فتوے ہے لگ چکا
اب کچھ بھی پیش جاتی تیری شیخیاں نہین
افسوس تجھ پہ قوم کہ یہ حال ہو گیا
اور تجھکو اپنے حال کا وہم و گماں نہین
نیکوں کو بد ہین کہتے وہی خود جو ہین خبیث
اے قوم برمحل یہ تیری گالیان نہین
انجام سوچ اپنا کہ کل ہوگا حال کیا
کیا ملتی جلتی اگلوں سے یہ شوخیاں نہین
قرآن پڑھ کے دیکھ تو پہلوں کے حال کو
ویسا تو قوم تیرا بھی کیا امتحان نہیں
اسلام کا زمانہ غربت نہیں یہ کیا
عصیان و اعتدا کا تو چھایا دھواں نہیں
فرمایا ہے جو مخبر صادق نے ایک وقت
اے قوم یہ زمانہ تو کیا وہ زماں نہیں
وعدہ جو مل چکا ہے خدائے علیم سے
کیا اس کے پورا ہونیکا یہ تو سماں نہیں
ضد و عنا د چھوڑ دے انصاف شرط ہے
باقی نشان کونسا ہے جو عیاں نہین
مہدی کی اور عیسی کی آمد کے واسطے
تیار ان دنوں مین ہوا کیا جہان نہیں۔
کیا اسطرح سے خشک ہی رہجائیگی زمین
کیا اس زمین کے سر پہ کوئی آسمان نہیں؟
فسق و فجور جو کہ ہین اس وقت مین بپا
کیا ان کو دیکھتا وہ خدائے یگان نہین
رہجائیگا یوں ہی یہ مرض بے علاج کیا
کیا اب غریب بندون پہ رب مہرباں نہیں
حد سے بڑھی ہے غربت اسلام دیکھلو
اسلامیوں مین کوئی بھی تاب و تواں نہین
پورا یہ ہوگا سب سے صادق کے ہاتھ سے
اے قوم جسکا ہستی تو امتنان نہین
اسوقت ہم تو دیکھتے آثار فیض ہین
حامل اسمین ذرہ بھی شک و گماں نہیں

طلب دعا

دعا کر دعا اے خدا کے رسول
دعا تیری کرتا ہے مولا قبول
دعا کر دعا اے خدا کے نبی
کرم مجھ پہ کر اے خدا کے ولی
دعا کر دعا اے مسیح الزماں
خدا اس سے بڑھکر کرے تیری شان
دعا کر تو اے مہدی مامور
کرے مجھ پہ بھی تیرا ہادی نظر
دعا کر تو اے آدم پاکباز
کیا ہے خدا نے تجھے سرفراز
دعا کر تو اے احمد حق نما
محمد صلعم کے نائب دعا کر دعا
مین خادم ہون تو میرا مخدوم ہے
یہ عاجز تیرا دل سے محکوم ہے
مین پر عیب ہون اور خدا ہے غفور
خدا سے مجھے بخشوا دے ضرور
مین غمناک دل لیکے آیا ہوں آب
نہ کر میرے مولا تو مجھ پر غضب
ہین اے میرے مولا خطا کا ہون
خدا سے بریں کا گنہگار ہون
گناہ و خطا کا تو قایل ہوں مین
دعا کا مگر تجھ سے سائل ہوں مین
ہدایت کا رستہ دکھا دے مجھے
مین بگڑا ہوا ہوں بنا دے مجھے
تو کر میری بیماریوں کا علاج
تجھے کچھ نہ کچھ چاہیے میری لاج
قرابت ہے جو تیری اولاد سے
نہ اس کو بھلا تو کبھی یاد سے
میری لغزشوں پر نہ کر تو نظر
خطاؤں سے میرے تو کر درگذر
نظر رحم کی کر کہ ہوں مین فقیر
خدا نے بنایا ہے تجھکو بصیر
تجھے حق نے بخشا ہے علم و کمال
مگر میری ہر بات مین ہے خلل
مین ہوں مضطرب اور بہت بیقرار
کیا ہے مجھے نفس ظالم نے خوار
اندھیرا ہے دل اور اندھیرا ہے باغ
ادھر دیکھ اے میرے روشن چراغ
مین بے نور ہوں مجھکو پر نور کر
مین غمگین ہوں مجھکو مسرور کر
دعاؤں مین اپنی مجھے کر شریک
میرے واسطے مانگ اس در سے بھیک
کہ جس در پہ رکھے ہین سارے امیدوار
کرم جسکا ہے مثل ابر بہار
نہیں جسکی سرکار مین کچھ کمی
ہمارا جو مغنی اور خود غنی
کہ رحمت ہے جسکی غضب سے بڑی
عنایت کی ندی ہے ہر دم چڑھی
جو ونیسے انکار کرتا نہیں
طلبگار کو خوار کرتا نہین
نہیں جسکی دروازہ پر کوئی روک
نہیں طالبوں کے لئے کوئی ٹوک
دلوں کی جو فریاد سن لیتا ہے
وہ تجھ جیسے مخلص کو چن لیتا ہے
ہمارے لئے تو دعا کر دعا
کہ ہم پر کرے مہر تیرا خدا
ہمیں فضل سے اپنے کر دے نہال
بنالے ہمیں بھی وہ اپنا حبیب
رہ راست پر ہمکو قائم کرے
کرم اپنا ہم پر وہ دائم کرے
بھلائی ہمیں دین و دنیا کی دے
پناہ ہمکو دے آتش قہر سے
ہمیں اپنے در کا بنا لے غلام
مٹا دے ہمارے خیالات خام
ہمیشہ رکھے ہمکو تیرے حضور
ہمیں اہل دنیا سے کر دے نفور
تیری ہمرہی مین جئین اور مرین
تیرے ساتھ حق کی اطاعت کرین

[illegible]

دنیا کا ہفتہ

مذہبی دنیا

صوبہ سمرنا مین دامگاہ کے قرب وجوار مین ایک بوڑھی عورت نے جو مبارک ماں کے نام سے پکاری جاتی ہے دیہاتی عورتون کا ایک نیا فرقہ قائم کیا ہے۔ اس فرقہ کی ممبر پہاڑون کے غارون مین رہتی ہین اور عبادت کرتے اور روزہ رکھتی ہین ایام گذاری کرتی ہین ان کا اعتقاد ہے کہ یہہ دنیا رفانی سے علیحدہ کرلی گئی ہین۔

(ایڈیٹر) اسلام انسان کے کل قوئے کی چونکہ تکمیل اور تربیت کا متکفل ہے اس لئے اس نے لا رہبانیۃ فی الاسلام کہکر اپنی عظمت وجلال کو ظاہر کیا ہے۔ لیکن اسلام سے دور رہ کر جو لوگ خیالی منصوبون سے دنیا ردنی سے الگ ہونا چاہتی ہین وہ الگ ہوکر بھی اس مین مبتلا ہین۔

کوئٹہ مین ایک چودہ سالہ لڑکی مسماۃ ربیع اپنے والدین کے مسلمان ہوئی یہہ لڑکی گیارہ سالون سے عیسائی تھی اور خواندہ ہے پندرہ روپیہ ماہوار وظیفہ بھی پاتی تھی

نئی روشنی کی تہذیب کے مرکز لنڈن مین کسی شریر نے تارین کاٹ کر مفصلات کے ساتھہ رشتہ تار برقی نبد کردیا۔

چین کے مقام ٹانگ چاؤ مین جو عیسائی پارسال مارے گئے تھے ان کی لاشین ، صندوقون مین بند کرکے چینی کارکنون کی طرف سے ان کی پبلک رسوم تکفین ادا کی گئی ہین جو پایونیر کے نزدیک کافی تلافی نہیں +

(ایڈیٹر) دشمنون کے ساتھ پیار کی تعلیم والی انجیل شاید پایونیر کی نگاہ سے نہیں گذری یا اس پر عمل کی ضرورت نہیں +

کلکتہ کے مستعفی بشپ ویلڈن جنہیں تقریر بازی کا بہت شوق ہے اور جنہیں نئی نئی تجویزین سوجھا کرتی ہین اور جو بہت جلد انہیں واپس بھی لینا پڑتی ہین برہم سماج کے مشہور پرچارک پرتاپ چندر موزمدار کو آدھا تیتر آدھا بٹیر رہنے کی ہدایت کرتے ہین اور عیسائیت کے امتیازی مسائل کے ماننے کی صلاح دیتے ہین۔

(ایڈیٹر) برہمو صاحبان عسائیت کے جسقدر قریب ہین کسی دوسرے مذہب سے اس قدر نزدیک نہین لیکن تعجب ہی ہے کہ معقول پسند کہلانے اور دانش اور کانشنس کے فرزند بننے کے باوجود بھی **انجیل** کی تعلیم مین انہیں کوئی پسندیدہ بات نظر آتی ہے۔

انجیل کی ناقص اور ادھوری تعلیم نے امریکہ والون کو مجبور کردیا کہ اس کی پرواہ نکرتے ہوئے وہ **طلاق** کے مسئلہ کی قدر کرین۔

(ایڈیٹر) یہ اسلام ہی کی فتح ہے۔

بلیک برن مین ایک عورت نے حال مین اپنی جان صرف اس لئے دی کہ وہ اپنے خاوند کی دوسری بیوی ہونے کی وجہ سے مشکلات کا پہاڑ اپنے سامنے دیکھتی تھی جبکہ خاوند پر دوسری بیوی نے نالش کردی تھی +

ایڈیٹر انصح المود مین ثابت کرد کھائیگا کہ ایک سے زیادہ نکاح کا جواز **اسلام** کا فطرتی تقاضے کو پورا کرنیوالا اصول ہے اور واقعات **اسلام** کی فتح کی بشارت دے رہے ہین ہمین تو تعجب ہی آتا ہے کہ جب خود عیسائی مذہب کے بانی **مان** اپنے خاوند کی دوسری بیوی تھی پھر عیسائیون کو اسپر اعتراض کیون ہے؟

ممالک غیر

جرمن کے ایک اخبار نویس نے اسباب کے تذکرہ مین کہ انگریزون نے نہایت ثابت قدمی اور مستعدی سے یوگنڈا ریلوی کو طیار کیا ہے اپنی خاص غفلت پر افسوس ظاہر کیا ہے جس کے باعث سے جرمنی کی نوآبادیون کو انگریزون کا دست نگر رہنا پڑیگا +

شاہ ہنگری نے اعلی نسل کے چار قزاقی نسلی گھوڑے سلطان روم کو ہدیۃً بھیجے ہین

کانٹن مین بیس ٹھگ ایک ساتھ پھانسی دئے گئے یہ عبرت کا سین قابل دید تھا۔

مصر مین ایک پل کے پیل پائے کھودتے کھودتے سونے کی کان نکل آئی۔

روم کا نوّے سالہ پوپ چراغ سحری ہو رہا ہے

پریسیڈنٹ روزولٹ وقتاً فوقتاً عبادت خانون مین نماز کراتے اور وعظ سناتے ہین

شام کلیرک (فرانس) مین کنوان کھودتے ہوئے ایک سونے کی کان کا پتہ مل گیا +

ولایت مین ایک رائفل ایسوسی ایشن قائم کی گئی ہے تاکہ والنٹیر بسہولت مل سکیں۔

برٹش۔ جرمن اور **فرنچ** سفرا کی تجویز اور وزیر خارجہ کی تائید سے اٹلی مین گورنر کریٹ کی میعاد مین تین سال کا اور اضافہ کیا گیا۔

لنکا شایر والے ایک ڈیپوٹیشن کے ذریعہ سکرٹری آف سٹیٹ کے حضور انسداد قحط کی تجاویز پیش کرنیوالے ہین۔

سین فرانسیس کو کے ایک اخبار نے شایع کیا کہ صوبہ ڈانس کو خود مختاری کرنے کی سازش ہو رہی ہے +

"ہندوستان پنجاب"

سرحد

دہلی کے دربار تاج پوشی کی طیاریون مین شاہ عالم پناہ قیصر ہند ذاتی دلچسپی لیتے ہین اس دربار کے انتظام کے لئے ایک خاص افسر ولایت سے ہندوستان آئیگا

دربار قیصری دہلی کی منتظم کمیٹی سرگرمی سے مصروف کار ہے۔ کیمپ کے نقشے طیار ہو رہے ہین دربار کے لئے دہلی سے ... میل کے فاصلے پر وہی مقام پلیٹ فارم بنانے کو تجویز کیا گیا ہے جہان ۱۸۷۷ء کا دربار ہوا تھا۔ لیکن اس دفعہ چبوترہ بہت بڑا ہوگا جس کی تعمیر پر ... لاکھ روپیہ خرچ ہوگا اس کے چارون طرف نقرئی سائبان سنہری جھالر کا لگایا جاویگا۔ ہر ایک صوبے کے درباریون کے لئے علیحدہ علیحدہ نشست کا انتظام ہوگا **ریو ٹیران** اخبار کی نشست کا خاص لحاظ رکھا جاویگا نقشہ جات طیار ہوکر حضور وائسرائے کی منظوری کے بعد کام شروع ہوگا

گورنمنٹ ہند نے ایک جدید عہدہ ڈائرکٹر جنرل سررشتہ عمارات کا قائم کیا ہے فی الحال کنگز کالج کیمبرج کے سابق پروفیسر بے۔ ایچ مارشل صاحب اس عہدہ کے لئے منتخب کئے گئے ہین جنکو سولہ سو روپیہ ماہوار تنخواہ ملیگی۔

برہما مین ایک مدرس نے جو حال مین اندھا ہوگیا تھا اندھون کے لئے ایک مدرسہ جاری کیا ہے اس مین سردست پڑھنا اور بید کی ٹوکریان بنانی سکھائی جاتی ہین ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم نے اس سکول کی امداد فرمائی ہے اور کامیابی کی امید کیجاتی ہے +

گورنمنٹ کالج پنجاب کے حکام نے میڈیکل طبابت کی جماعت کو ڈی۔ اے وی کالج کو سپرد کردیا ہے اور یونانی طبابت کی جماعت اسلامیہ کالج کو دیدیا ہے

ان استادون کی تنخواہ گورنمنٹ دیگی اور وہ تعلیم ان درس گاہون مین دین گے۔

راولپنڈی کی تحصیل اٹک کا بمنظوری گورنمنٹ ہند جدید بندوبست ہونیوالا ہے

دہلی مین ہوس ٹیکس کی وجہ سے عام ناراضی کا اظہار ہے۔

چکوال ضلع جہلم اور مادھوپور ضلع گورداسپور مین ڈاکوون کا زور پایا گیا۔

انگلستان کی رائل سوسائٹی کی طرف سے ڈاکٹر کرسٹوفر اور سٹیفنز ہندوستان مین موسمی بخار اس کے اسباب اور علاج وغیرہ کی تحقیقات کے لئے آئے ہین

سخی سرور واقعہ ڈیرہ غازیخان مین یکم جنوری سے ۱۰ جنوری ۱۹۰۲ء تک توپخانہ کا تعلیمی کیمپ ہوگا۔

ہوتی مردان کے یورپین ہیڈماسٹر مسٹر ولیم کی نوجوان کنواری لڑکی مس ولیم نے اپنے باپ کے ایک موقوف شدہ اردلی حسن الدین کے گھر آکر اسلام قبول کیا اور پھر اسی سے نکاح کرلیا والدین کی طرف سے اغوا کا مقدمہ ہوا مجسٹریٹ نے لڑکی کو آنے والی مشکلات سے آگاہ کیا مگر لڑکی نے پورا استقلال ظاہر کیا آخر مقدمہ خارج ہوا مس ولیم عدالت مین برقعہ پہن کر گئی تھی اپنی دستکاری سے چالیس پچاس روپیہ کما سکتی ہے

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق خبرین اور اطلاعین

---

۲۵ جنوری ۱۹۰۲ء سے ریویو آف ریلیجنز نام انگریزی ماہواری میگزین شائع ہونا شروع ہوگا چھ روپیہ سالانہ قیمت پر منیجر کے نام بمقام قادیان درخواست کرنے سے ملے گا۔

اردو میگزین مارچ ۱۹۰۲ء سے شروع کیا جاویگا۔

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا سالانہ امتحان ہو چکا ہے۔ نتائج کا مختصر سا نقشہ کسی اگلی اشاعت مین درج کیا جائیگا

لنگرخانہ کے اخراجات یوماً فیوماً بڑھ رہے ہین احباب کے لئے ضروری ہے کہ وہ ماہوار مستقل اخراجات مین حصہ لین۔ اس لئے مناسب اور بہترین طریق یہ ہے کہ ہر شہر کی احمدی انجمنین ماہوار چندون کی فہرستین کھولین اور ہر مہینے باقاعدہ چندہ جمع کرکے ارسال کرتے رہین۔

جہان تک ہمیں علم ہے اسوقت **پٹیالہ** اور **لاہور** کی انجمنیں مستقل طور پر ماہوار چندے بھیجتی ہین ہم یہ تحریک کرنا بھی ضروری سمجھتے ہین کہ جیسے مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے عید کی تقریب پر احباب ایک ایک روپیہ یا کم وبیش دیتے ہین ایسے ہی لنگرخانہ کے لئے بھی ان تقریبون پر کچھ نہ کچھ دینا ضروری ہے اگرچہ الحکم کا یہ اشو عید کی تقریب کے بعد ناظرین کو پہونچیگا لیکن ہم امید کرتے ہین کہ اس کے متعلق کوئی نہ کوئی عملی تحریک ضرور شروع ہو جائیگی۔

قومی امتحان

ناظرین الحکم کو خوب معلوم ہے کہ حضرۃ اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود نے دسمبر ۱۹۰۱ء کے ایام کرسمس میں جو تجویز امتحان کی شائع کی تھی۔ احباب کی مختلف تحریکون اور وجوہ پر اس تجویز کو **عید الضحیٰ** کی تاریخ تک بڑھا دیا ہے۔ یعنی عید الضحیٰ کی تقریب پر ہوگا حضرۃ اقدس کی خواہش ہے کہ ہر ایک آدمی اسمین شامل ہو جو حضور سے تعلق رکھتا ہے۔ امتحانی کورس پہلے شائع کردئے گئے ہین غالباً سوالات کا ایک نمونہ بھی اگر مصلحت اور مناسب ہوا شائع کیا جاویگا۔ بہرحال عید الضحیٰ کی تقریب پر یہ امتحان ضرور ہونیوالا ہے۔ ہر ایک شخص احمدی قوم کا اس مین شامل ہو **اور اپنا نام معہ مفصل پتہ کے خاکسار**

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا